نکاح مسیار کا تاریخی پس منظر اور ثقافتی اثرات

Historical Background and Cultural Implications of Nikah Misyar

Waheed Ullah
PhD Scholar, Department of Islamic Studies,
Shaheed Benazir Bhutto University, Sheringal, Dir Upper
Email: waheed313dir@gmail.com
Dr. Sami ul Haq
Assistant Professor, Department of Islamic Studies.
Shaheed Benazir Bhutto University, Sheringal, Dir Upper
Email: haq@sbbu.edu.pk

Abstract
Nikah Misyar is a modern term with roots in ancient jurisprudential debates. Its legitimacy is hotly debated among contemporary scholars. Those who justify it base it on general principles of jurisprudence (permissibility of conditions, waiver of rights) and consider it a solution in specific social situations. Opponents consider it to be illegitimate, makruh, or at least undesirable, based on the objectives of marriage, women's rights, family system, and its similarity to mut'ah.
Before entering into any type of marriage, especially in a controversial case like Misyar, it is essential to seek detailed advice from a reputable, informed, and balanced religious scholar on all its aspects (conditions, regulations, possible consequences, local laws). It should be remembered that having a Shariah legitimacy is not always a substitute for practical expediency and individual/family well-being.
Keywords: Nikah Misyar, Islamic marriage, Shariah ruling, Controversial nikah, Jurisprudence debate

تمہید:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے انسانوں بلکہ تمام جاندراروں کی بقاء نسل کے لئے ان کے اندر خواہشات نفسانی کی تحریک پیدا کی ہے۔ نکاح نسل انسانی کی بقاء اور خواہش نفسانی کی تکمیل کا ایک مہذب اور پر وقار طریقہ ہے جو انسانوں کو حیوانات سے ممتاز کرتا ہے۔ دین اسلام میں نکاح کو عبادت کا درجہ دیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ مقدس معاشرتی معاہدہ ہے جو ایک مرد اور عورت کے ساتھ ساتھ دو خاندانوں کے درمیان باندھا جاتا ہے۔ اسی

تقدس کو اجاگر کرنے کے لئے نبی کریم ﷺ نے اس معاہدے کو مساجد میں منعقد کرنے کا حکم دیا ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: أعلنوا هذا النكاح واجعلوه في المساجد۔[1]

نبی کریم ﷺ نے بذات خود حضرت میمونہؓ سے نکاح کا رشتہ مسجد نبوی میں باندھا تھا۔[2] اسی موقع پر نبی کریم ﷺ نے تقدس نکاح کو اور اس کی اہمیت بھی بیان فرمایا تھا۔

نکاح مسیار ایک ایسا نکاح ہے جس میں نکاح شرعی کے تمام شرائط موجود ہوتے ہیں لیکن اس جس شوہر اور بیوی (یا اس کا ولی) باہمی رضامندی سے کچھ شرائط طے کرتے ہیں، عام طور پر بیوی اپنے حقِ قیام (رہائش) اور / یا نان نفقہ (گھریلو اخراجات) یا حق قسم وغیرہ سے دستبردار ہو جاتی ہے اور شوہر سے ایک خاص وقت کا مطالبہ کرتی ہے، جبکہ شوہر کے دیگر حقوق (مثلاً باری کا حق) برقرار رہتے ہیں۔ اس کا مقصد عموماً شوہر کے لیے کم ذمہ داریوں کے ساتھ نکاح کرنا اور بیوی کے لیے شادی شدہ حیثیت حاصل کرنا ہوتا ہے، چاہے وہ شوہر کے گھر نہ رہتی ہو۔

تعریف:

"نکاح" کی لغوی تعریف:

النِّكَاحُ فِي الْأَصْلِ: الضَّمُّ وَالْجَمْعُ، وَهُوَ مُشْتَقٌّ مِنْ نِكَاحِ الرَّحْلِ(أَيْ رِبَاطِهِ)[3]:

"نکاح اصل میں 'جمع کرنے' یا 'جوڑنے' کے معنی میں ہے، اور یہ 'نکاح الرّحل' (اونٹ کی کجلی باندھنے) سے مشتق ہے۔

عربی مادہ "ن ک ح" کے بنیادی معنی ہیں: باندھنا، ملانا، عقد کرنا۔ یہ لفظ ازدواجی رشتے کے انعقاد کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

"مسیار" کی لغوی تعریف:

المِسْيَارُ: مَشْيٌ كَثِيرٌ وَهُوَ مِنْ بَابِ الْمِفْعَالِ (آلَةٌ)، يُقَالُ: سَارَ يَسِيرُ سَيْرًا: إِذَا مَشَى۔ فَالْمِسْيَارُ: الْمَمْشَى أَوْ الطَّرِيقُ الَّذِي يُسَارُ فِيهِ[4]

"مسیار کثرت سے چلنے کو کہتے ہیں یہ 'مِفعَال' کے وزن (آلہ) پر ہے۔ 'سَارَ' کے معنی ہیں: چلنا۔ پس 'مسیار' اس راستے کو کہتے ہیں جس پر چلا جائے"

اصطلاحی تعریف:

ابن عثیمین نے نکاح مسیار کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

نکاح المسیار: أن يتزوج الرجل على امرأته، ولكن لا يقسم لها ولا تنفق عليها، بل تتنازل عن حقها في القسم والنفقة، وتكون زوجته في النكاح فقط، يأتيها متى شاء وهي تأتيه متى شاءت.[5]

نکاح مسیار ایک مرد دوسری عورت سے شادی کرتا ہے لیکن وہ اس کے ساتھ اپنا وقت نہیں بانٹا اور نہ ہی اس کا خرچہ فراہم کرتا ہے۔ بلکہ، وہ تقسیم کرنے اور اسے فراہم کرنے کے اپنے حق سے دستبردار ہو جاتی ہے۔ وہ صرف نکاح نامے میں اس کی بیوی رہ جاتی ہے۔ اور عورت جب چاہے اس کے ساتھ جماع کر سکتا ہے، اور عورت جب چاہے اس کے ساتھ۔

دوسری تعریف: نكاح المسيار هو زواج يتفق فيه الزوجان على تخلي المرأة عن بعض حقوقها كالمبيت والنفقة والقسمة، مع استمرار الزوجية وترتيب آثارهما۔[6]

مسیار نکاح ایک ایسا نکاح ہے جس میں میاں بیوی اس بات پر راضی ہو جائیں کہ عورت اپنے کچھ حقوق سے دستبردار ہو جائے گی، جیسے کہ اس کے ساتھ رات گزارنا، اس کی کفالت کرنا اور وقت کی تقسیم، جب کہ نکاح جاری رہتا ہے اور اس کے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

تاریخی پس منظر اور ارتقاء:

نکاح مسیار کی جڑیں اسلامی تاریخ میں گہری پیوست ہیں، اگرچہ یہ اصطلاح جدید ہے۔ اس کی بنیاد درج ذیل تاریخی عوامل اور فقہی مباحث پر ہے:

دور جاہلیت (یعنی اسلام سے پہلے) کے نکاح کی مختلف اقسام: اسلام سے پہلے عرب معاشرے میں نکاح کی کئی غیر معیاری شکلیں رائج تھیں، جسے اسلام نے باطل قرار دیا ہے۔ ان میں سے مشہور مندرجہ ذیل ہیں۔

نکاح الاستبضاع: کوئی شخص اپنی بیوی کو کسی معزز شخص کے پاس بھیجتا تاکہ اس سے اولاد پیدا ہو۔

نکاح البدل: دو مرد اپنی بیویوں کا آپس میں تبادلہ کر لیتے۔

نکاح الرہط: ایک گروہ کی خواتین ایک مرد کے ساتھ تعلقات قائم کرتیں اور جو بچہ پیدا ہوتا، وہ کسی عورت کی طرف منسوب کر دیا جاتا جسے وہ چاہتی۔

نکاح الخذن: یہ ایک قسم کا ایسا نکاح تھا جس میں مرد کسی عورت سے بغیر کسی رسم و رواج، خطبہ یا مہر کے صرف دوستی کے بنیاد پر اس کے گھر رہنے کی اجازت لے لیتا تھا۔ اس میں دونوں کے درمیان کوئی شرعی نکاح کی شرائط پوری نہیں کی جاتیں، اور یہ تعلق بعد میں باہمی رضامندی سے ختم ہو جاتا تھا، یعنی اس میں طلاق کا تصور نہیں ہوتا

تھا۔ اگر اس دوران بچے پیدا ہوتے، تو وہ ماں کی طرف منسوب ہوتے۔ آج کل یہ طریقہ مغربی معاشروں میں بھی کچھ حد تک رائج ہے، جہاں لوگ بغیر رسمی نکاح کے تعلقات قائم کرتے ہیں۔

نکاح شغار: نکاح شغار ایک ایسا عقد تھا جس میں ایک شخص اپنی زیر سرپرستی لڑکی کا نکاح کسی دوسرے فرد سے اس شرط پر کرتا تھا کہ وہ اپنی بیٹی یا بہن وغیرہ کا نکاح اس سے کرے گا۔ اس نوعیت کے نکاح میں مہر مقرر کرنا ضروری نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اسلام نے اس قسم کے نکاح کو بھی ممنوع قرار دے دیا، کیونکہ یہ شرعی اصولوں کے خلاف اور استحصال کا ذریعہ بن سکتا تھا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ یہ نکاح بغیر صحیح شرعی اصولوں کے، صرف سودا بازی یا مالی مفادات کے لئے کیا جاتا تھا، جو اسلام میں اجازت نہیں ہے۔

زواج البعولة: یہ ایک قدیم عربی رسم تھی جس میں مرد ایک یا زیادہ عورتوں کا مالک ہوتا تھا، اور اس کا مقصد عورتوں کو جمع کرنا یا رکھتے ہوئے ان کا استعمال تھا۔ اس میں عورت کی حیثیت، جیسے مال یا متاع، سمجھی جاتی تھی، یعنی اس کے حقوق اور حیثیت کم اہم سمجھی جاتی تھی۔

لیکن مسلمانوں میں اس قسم کے نکاح میں بہت سی تبدیلیاں کی گئیں۔ سب سے پہلے، مرد کو اجازت دی گئی کہ وہ صرف چار عورتوں سے شادی کر سکتا ہے، اور اسے ان سب پر عدل اور انصاف کرنے کا سخت پابند بنایا گیا۔ دوسری اہم تبدیلی یہ ہوئی کہ عورت کی حیثیت کو صرف مال یا متاع سے بدل کر اس کے حقوق مقرر کیے گئے، جن میں حق مہر اور وراثت میں حصہ شامل ہے۔ اس طرح، عورتوں کو ان کے حقوق اور عزت دی گئی اور ان کا مقام دیگر مال و متاع سے بلند کیا گیا۔

نکاح المقت:

عورت کے حیض صاف ہونے کے بعد ایک مرد اس کے پاس جاتا، اگر حمل ٹھہر جاتا تو وہی باپ بن جاتا۔[7] اسلام نے ان تمام غیر شرعی طریقوں کو ممنوع قرار دیا اور نکاح کو صرف دو معیاری شکلوں (دائم اور متعہ - جسے بعد میں منسوخ کر دیا گیا) تک محدود کر دیا۔ تاہم، ان غیر معیاری شکلوں کا تصور بعد میں مختلف تنازعات کی جڑ بنا۔

نکاح المتعہ (عارضی نکاح): اسلام کے ابتدائی دور میں متعہ (ایک مقررہ مدت کے لیے نکاح) جائز تھا۔[8]

اہل سنت والجماعت متعہ کو منسوخ شمار کرتے ہیں جبکہ اہل تشیع اسے حلال اور جائز سمجھتے ہیں۔ نکاح متعہ کے قریب تر نکاح مسیار ہے۔

نکاح مسیار کا تصور اسلامی تاریخ میں نسبتاً جدید ہے اور اس کی ابتدا 20ویں صدی کے آخر میں خلیجی

ممالک، جیسے سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، اور مصر میں ہوئی۔ یہ روایتی نکاح سے مختلف ہے کیونکہ اس میں عورت اپنے کچھ شرعی حقوق سے دستبردار ہو جاتی ہے، نکاح مسیار نکاح متعہ سے کیونکہ اس میں وقت کی کوئی تحدید نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کو دونوں میاں اور بیوی کی رضامندی پر منحصر کیا جاتا ہے۔

ابتداء اور ارتقاء: نکاح مسیار کی ابتدا خلیجی معاشروں میں معاشی دباؤ کے نتیجے میں ہوئی، جہاں روایتی شادی کے اخراجات مردوں کے لیے بوجھ بن گئے۔ اسے بعض اوقات شیعہ مسلک کے نکاح متعہ کے مقابلے میں متعارف کرایا گیا تاکہ عارضی نوعیت کی شادیوں کو شرعی جواز دیا جائے۔ 1990 کی دہائی میں سعودی عرب کے اندر یہ نکاح زیادہ مقبول ہوا جب معاشی حالات اور شہری زندگی نے مردوں کو کم مالی ذمہ داریوں والی شادیوں کی طرف راغب کیا۔

قانونی حیثیت: عرب جیسے ممالک میں نکاح مسیار کو قانونی طور پر تسلیم کیا گیا ہے، اگرچہ اس کی سماجی قبولیت محدود ہے۔ یہ اکثر مسافروں، طالب علموں، یا ملازمت کے سلسلے میں دوسرے شہروں میں مقیم مردوں کے لیے استعمال ہوتا ہے

نکاح میں شرط لگانے کی شرعی حیثیت:

اہل سنت والجماعت کی چاروں مسالک (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی) میں اس بات پر اتفاق ہے کہ نکاح میں فریقین باہمی رضامندی سے کچھ شرائط عائد کر سکتے ہیں، بشرطیکہ وہ شرعاً جائز ہوں اور قرآن وسنت کے منافی نہ ہوں۔ علامہ کاسانیؒ اپنی مشہور کتاب میں لکھتے ہیں کہ:

''نکاح میں شرط لگانا جائز ہے اگر وہ شرط نکاح کے مقاصد (زوجیت، نسل، سکون) کے حصول میں معاون ہو یا کم از کم اس میں رکاوٹ نہ بنے۔ اگر شرط حرام ہو مثلاً طلاق کی شرط یا نکاح کے مقاصد کے منافی شرط (مثلاً مباشرت نہ کرنے کی شرط) وغیرہ تو وہ شرط باطل ہوگی، لیکن نکاح صحیح رہے گا''۔[9]

امام ابن رشد الجدؒ (رحمہ اللہ) اپنی کتاب "المقدمات الممہدات" میں بیان کرتے ہیں کہ اگر کوئی عورت نکاح میں یہ شرط لگائے کہ شوہر اسے طلاق نہیں دے گا یا دوسری شادی نہیں کرے گا، تو ایسی شرط باطل ہے لیکن نکاح صحیح ہے۔ [10]

نکاح مسیار کا جواز پیش کرنے والے فقہاء استدلال کرتے ہیں کہ بیوی کا اپنے حقِ قیام اور/ یا نان نفقہ سے دستبردار ہونا ایک جائز شرط ہے، کیونکہ یہ اس کا حق ہے اور وہ اسے معاف کر سکتی ہے۔ اس سے نکاح کے بنیادی ارکان ایجاب و قبول، مہر، ولی کی رضامندی یا دیگر مقاصد مثلاً حق زوجیت، حق نسل) وغیرہ پر کوئی اثر نہ پڑتا ہو۔

تاریخی ماخذات میں نکاح مسیار سے ملتے جلتے واقعات موجود ہیں جن کو یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان کی ایک بیوی (جو ایک شریف خاتون تھیں) نے ان سے کہا کہ وہ ان کے ساتھ نہیں رہ سکتیں کیونکہ وہ بوڑھے ہو گئے ہیں۔ انہوں نے اسے اپنے گھر جانے کی اجازت دے دی جبکہ نکاح قائم رہا۔ [11]

حضرت سودہؓ نے اپنا رات گزانے کا نمبر حضرت عائشہؓ کو چھوڑا تھا۔ حضرت صفیہؓ نے اپنا نمبر حضرت عائشہ کو اس شرط کو چھوڑا کہ وہ نبی ﷺ کو ان سے راضی کرے گا۔ [12]

اس قسم کے واقعات سے استدلال یہ کیا جاتا ہے کہ اگر بیوی اپنے حقوق میں سے کچھ (جیسے رہائش اور نفقہ) چھوڑنے پر راضی ہو تو یہ جائز ہے، بشرطیکہ نکاح کے دیگر ارکان پورے ہوں۔

جدید دور میں نکاح مسیار کا ظہور اور مقبولیت:

بیسویں صدی کے آخر اور اکیسویں صدی کے آغاز میں، خاص طور پر خلیجی ممالک (سعودی عرب، کویت، متحدہ عرب امارات) میں، نکاح مسیار ایک قابل بحث اور عملی صورت اختیار کر گیا۔ اس کی وجوہات میں شامل ہیں:

- معاشی دباؤ اور مہنگی شادیوں کی رسمیں۔
- دیر سے شادی کرنا یا شادی نہ کر پانا (خصوصاً خواتین کے لیے)۔
- طلاق کی شرح میں اضافہ اور دوبارہ شادی کی خواہش۔
- شوہر کے متعدد گھرانوں کو سنبھالنے کی معاشی یا عملی دشواری۔
- بعض خواتین کی آزادانہ زندگی گزارنے کی خواہش یا اپنے خاندان کے ساتھ رہنے کی ترجیح اور کسی معقول عذر کی وجہ سے اپنے گھر میں رہنا۔

یہ سماجی و معاشرتی تبدیلیاں اس "مخصوص" قسم کے نکاح کی طلب پیدا کرنے کا باعث بنیں، جس نے فقہی مباحث کو دوبارہ زندہ کیا۔

علماء کے درمیان نکاح مسیار میں اختلافات کی بنیادی وجوہات:

علماء میں بعض اہل علم نکاح مسیار کی حلت یعنی جواز کی طرف گئے جبکہ بعض اپنے دلیل کی روشنی میں عدم جواز کی طرف گئے ہیں۔

موافقین: بعض اہل علم استدلال کرتے ہیں کہ نکاح مسیار میں نکاح کے تمام شرائط اور ارکان پورے ہوتے ہیں

لیکن میاں بیوی اپنے بعض حقوق ایک دوسرے کو معاف کر دیتے ہیں نکاح مسیار سے زوجیت اور نسل جیسے بنیادی مقاصد پورے ہو سکتے ہیں، چاہے بیوی شوہر کے گھر نہ رہے۔ سکون کا حصول بھی فریقین کی باہمی رضامندی پر منحصر ہے۔

مخالفین: یہ اہل علم استدلال کرتے ہیں کہ بیوی کا شوہر کے گھر نہ رہنا، شوہر کی دیکھ بھال سے محرومی، اور خاندان کے بکھراؤ کا باعث بنتا ہے، جو نکاح کے مقاصد (سکون، باہمی رحم و کرم، مضبوط خاندانی نظام اور نکاح مسیار میں عورت رجل کے قوامیت سے باہر رہ کر اس سے زیادہ مفاسد پیدا ہوتے ہیں) کے منافی ہے۔ امام غزالی (رحمہ اللہ) نے "احیاء علوم الدین" میں نکاح کے مقاصد پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔[13]

شرط کی نوعیت:

موافقین: عورت کا اپنا حق (قیام، نفقہ) چھوڑنا ایک جائز شرط ہے، جیسے کوئی اپنے حق مہر کی کچھ مقدار معاف کر دے۔ یا سارا معاف کر دے۔

مخالفین: یہ شرط در حقیقت نکاح کی روح (سکون، مساوات، شوہر کی ذمہ داری) کے خلاف ہے اور عورت کو مجبوراً یا سماجی دباؤ کے تحت اسے قبول کرنا پڑ سکتا ہے۔ کیونکہ اکثر عورتیں سماجی یا معاشی دباو کے نتیجے میں اسی طرح نکاح کر جاتی ہے اور یہ طریقہ نکاح عورت کے حقوق کی پامالی کی راہ ہموار کرتا ہے۔

متعہ سے مشابہت:

مخالفین: نکاح مسیار میں متعہ جیسی خصوصیات (کم ذمہ داری، وقتی تعلق، بیوی کی بنیادی دیکھ بھال نہ ہونا) پائی جاتی ہیں۔

موافقین: فرق واضح ہے: مسیار میں کوئی مقررہ مدت نہیں ہوتی، وراثت جاری رہتی ہے (اگر شرط نہ لگائی گئی ہو)، اور طلاق کے بغیر علیحدگی لازم نہیں آتی۔ یہ ایک دائم نکاح ہے صرف کچھ حقوق سے دستبرداری کے ساتھ۔

عورت کے حقوق کے استحصال کا خدشہ:

مخالفین: سعودی عرب کے سابق مفتی اعظم شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ اور شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ دی دونوں نکاح مسیار کے خلاف تھے ان کے مطابق یہ عورت کے جائز حقوق مثلا رہائش ونفقہ وغیرہ سے محروم رکھنا ہے۔ شوہر آسانی سے اپنی ذمہ داریوں سے بچ سکتا ہے۔ عورت جذباتی یا معاشی مجبوریوں میں اسے قبول کر لیتی ہے جبکہ یہ خاندانی نظام کو بھی کمزور کرتا ہے۔[14]

موافقین میں شیخ یوسف القرضاوی رحمہ اللہ، شیخ عبد اللہ بن بیہ وغیرہ حضرات اس کے حق میں ہیں۔ وہ دلائل

دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہاں اگر عورت پوری آزادی، جانکاری اور رضامندی سے اپنے حقوق سے دستبردار ہو رہی ہے اور اسے کوئی مجبوری نہیں ہے، تو شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں۔ یہ مخصوص حالات جیسے طلاق یافتہ خواتین، عمر رسیدہ خواتین، مصروف پیشہ ور خواتین لے لئے ایک حل پیش کیا جا سکتا ہے تاکہ معاشرہ بے راہ روی سے بچ سکے۔ تاہم اسے عام نکاح کا متبادل نہیں بنانا چاہیے۔ [15]

نکاحِ مسیار کے ثقافتی اثرات:

نکاحِ مسیار، جس میں عورت اپنے حقِ قیام (رہائش) اور/یا نان نفقہ سے دستبردار ہوتی ہے، یہ نہ صرف ایک فقہی مسئلہ بلکہ ایک گہرا ثقافتی و سماجی مظہر ہے۔ اس کے اثرات خاندانی ڈھانچے، صنفی کردار، سماجی اقدار اور قانونی نظاموں کو متاثر کرتے ہیں۔ ذیل میں ان ثقافتی اثرات کا تفصیلی جائزہ مکمل حوالہ جات کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے:

۱: خاندان کے بکھراؤ کا خدشہ:

مخالفین کا کہنا ہے کہ مسیار روایتی خاندانی اکائی (والدین اور اولاد کا ایک گھر میں مستقل رہائش) کو کمزور کرتا ہے، جس سے "بکھرے ہوئے" خاندان وجود میں آتے ہیں جہاں جذباتی تعلق، مشترکہ تربیت اور باپ کا مستقل کردار محدود ہو جاتا ہے۔ شیخ محمد بن صالح العثیمین لکھتے ہیں: نكاح المسيار يؤدي إلى تفكك الأسرة وعدم استقرارها، لأن الزوجة ليست في بيت الزوجية، والأولاد قد يكونون مع أمهم منفصلين عن أبيهم وهذا بلا شك يخالف مقاصد الشريعة في إقامة الأسرة المسلمة المتكاملة۔[16]

مسیار شادی خاندان کے ٹوٹ پھوٹ اور عدم استحکام کا باعث بنتی ہے، کیونکہ بیوی ازدواجی گھر میں نہیں ہے، اور بچے اپنی ماں کے ساتھ ہو سکتے ہیں، اپنے باپ سے الگ ہو سکتے ہیں۔ یہ بلاشبہ ایک مکمل مسلم خاندان کے قیام میں شریعت کے مقاصد سے متصادم ہے۔

طلاق کی شرح میں اضافہ: عارضی نوعیت اور حقوق سے دستبرداری طلاق کی شرح کو بڑھاتی ہے۔

۲: اولاد کی نفسیات اور شناخت پر اثر:

قول: بچے ماں کے گھر پرورش پاتے ہیں، باپ سے ان کا رابطہ محدود ہوتا ہے۔ اس سے باپ کے کردار کا فقدان، نفسیاتی عدم تحفظ، اور شناخت کے مسائل (خاص کر اگر باپ کے دوسرے خاندان سے تعلق چھپایا جائے) پیدا ہو سکتے ہیں۔ جو کہ ائندہ میں محارم کی شناخت پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔

۳: معاشی استحصال کا خطرہ:

نان نفقہ سے دستبرداری غریب یا معاشی طور پر کمزور خواتین کو شوہر کی رحم و کرم پر چھوڑ سکتی ہے، خاص طور پر اگر شوہر اپنی مالی ذمہ داریوں سے مکمل طور پر دستبردار نہ ہونے کے باوجود عملاً ادا نہ کرے۔

۴: دوسری بیوی "کا سماجی داغ :

معاشرے میں مسیار بیوی کو اکثر "کم تر" یا" غیر رسمی "حیثیت دی جاتی ہے، جس سے اس کی سماجی عزت نفس متاثر ہوتی ہے۔اسے شوہر کے گھر والوں یا پہلی بیوی کی طرف سے حقارت یا نظر اندازی کا سامنا ہو سکتا ہے۔

خواتین کی معاشرتی نقل و حرکت میں تبدیلی؟ مثبت / منفی:

(مثبت): کچھ پیشہ ور یا تعلیم یافتہ خواتین کے لیے، مسیار شادی شدہ ہونے کی سماجی حیثیت برقرار رکھتے ہوئے اپنے خاندان کے ساتھ رہنے یا کیریئر پر توجہ مرکوز کرنے کا موقع فراہم کر سکتا ہے۔اس طرح بعض مجبور عورتیں مثلاً جس کی بوڑھی ماں ہو اس کی خدمت کی ضرورت ہو۔

(منفی): یہی "آزادی" درحقیقت عورت کو شوہر کی مکمل نگرانی اور حمایت سے محروم کر کے اسے زیادہ غیر محفوظ بنا سکتی ہے۔

۵: شادی کے رجحانات اور سماجی اقدار پر اثرات:

شادی کی عمر میں اضافہ اور "عزابیت (Singleness) "میں کمی؟:

مسیار کو بعض ممالک (جیسے سعودی عرب، کویت) میں شادی کے اخراجات کی بلندی اور دیر سے شادی کے رجحان کا حل سمجھا جاتا ہے، جس سے نوجوانوں (خاص کر خواتین) کی "عزابیت "کی شرح کم ہو سکتی ہے۔

۶: طبقہ واری (Stratification) کو تقویت:

نکاح مسیار کے مثبت اثرت میں ایک اثر یہ بھی ہے کہ دولت مند مرد مسیار کے ذریعے متعدد خواتین (خاص کر معاشی یا سماجی طور پر کمزور) سے "شادی" کر سکتے ہیں، اسی سے ان غریب عورتوں کے معاشی مسائل کسی حد تک کم بھی ہو سکتے ہیں۔

۷: وہ بیوا عورتیں جن کے لئے اپنے اولاد کو چھوڑنا ممکن نہ ہو۔ مسیار کی وجہ سے ان کے مسائل میں کمی ہو سکتی ہے۔

قانون اور ثقافت اپنانے پر اثرات:

قانونی خلا اور تحفظ کی کمی:

بہت سے ممالک میں مسیار کی کوئی واضح قانونی تعریف یا ضابطہ نہیں ہے۔ عورت کے دستبرداری کے بعد بھی شوہر

کے بنیادی حقوق (جنسی تعلق، باری) قائم رہتے ہیں، لیکن عورت کے عملی تحفظ (خاص کر معاشی) کے لیے قانونی ذرائع محدود ہو سکتے ہیں۔

مسیار اسلامی شریعت کے تحت نکاح کی ہیئت کو برقرار رکھتے ہوئے جدید سماجی و معاشی دباؤوں (مہنگائی، خواتین کی تعلیم و ملازمت، خاندانی ڈھانچے کی تبدیلی) کا ایک ثقافتی ردعمل (Cultural Adaptation) ہے، اگرچہ متنازعہ۔

تنازعات اور ثقافتی بحث:

روایت پسند بمقابلہ جدیدیت پسند تصورات کی کشمکش پر بحث درحقیقت خاندان، عورت کا مقام، مرد کی ذمہ داریوں اور شادی کے مقاصد کے بارے میں معاشرے میں موجود روایتی اور جدید/منطبق (Pragmatic) تصورات کے درمیان گہری ثقافتی کشمکش کو ظاہر کرتی ہے۔

مذہبی اتھارٹی پر اعتماد میں فرق:

معاشرے کے مختلف طبقات کا مسیار کے جواز/عدم جواز پر علماء کے فتووں پر ردعمل (قبول/مسترد) اس بات کا عکاس ہے کہ وہ مذہبی اتھارٹی اور روایتی فقہی تشریحات پر کس حد تک بھروسہ رکھتے ہیں۔

خلاصہ:

یہ ایک جدید اصطلاح ہے جس کی جڑیں قدیم فقہی مباحث میں پیوست ہیں۔ اس کی مشروعیت پر معاصر علماء کے درمیان شدید اختلاف ہے۔ جواز دینے والے اسے فقہ کے عام اصولوں (شرائط کی اجازت، حق کی معافی) پر استوار کرتے ہیں اور اسے مخصوص سماجی حالات میں ایک حل سمجھتے ہیں۔ مخالفین اسے نکاح کے مقاصد، عورت کے حقوق، خاندانی نظام اور متعہ سے مشابہت کی بنیاد پر ناجائز، مکروہ یا کم از کم ناپسندیدہ قرار دیتے ہیں۔

کسی بھی قسم کے نکاح میں داخل ہونے سے پہلے، خاص طور پر مسیار جیسی متنازعہ صورت میں، کسی معتبر، باخبر اور متوازن رائے رکھنے والے عالم دین سے اس کے تمام پہلوؤں (شرائط، ضوابط، ممکنہ نتائج، مقامی قوانین) پر تفصیلی مشورہ لینا نہایت ضروری ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ شرعی جواز کا ہونا ہمیشہ عملی مصلحت اور انفرادی/خاندانی بہبود کا متبادل نہیں ہوتا۔

نکاحِ مسیار کا ثقافتی اثر ایک دھندلا ہوا اور متنازعہ تصویر پیش کرتا ہے:

منفی: یہ خاندانی بکھراؤ، عورتوں کے استحصال، سماجی داغ، شادی کی تجارتی نوعیت، سماجی تقسیم اور قانونی تحفظ کی کمی جیسے سنگین مسائل کو جنم دے سکتا ہے۔

مثبت / منطقی(Pragmatic): کچھ سیاق و سباق میں، یہ شادی کی عمر میں اضافہ، معاشی دباؤ اور خواتین کی تعلیم / کیریئر کی خواہشات جیسے جدید چیلنجز کا ایک ثقافتی طور پر اپنایا گیا حل پیش کرتا ہے، اگرچہ ناقص۔

ثقافتی عکاسی: یہ اسلامی معاشروں میں جاری کشمکش کی عکاسی کرتا ہے کہ روایتی مذہبی اقدار اور خاندانی ڈھانچوں کو جدید معاشی حقیقتوں، فردیت اور صنفی کرداروں کی تبدیلی کے ساتھ کیسے ہم آہنگ کیا جائے۔

مسیار کوئی الگ تھلگ فقہی مسئلہ نہیں، بلکہ اسلامی دنیا میں گہرے سماجی و ثقافتی تبدیلیوں کی ایک علامت ہے۔ اس کے اثرات کا جائزہ لینے کے لیے فقہی اختلافات سے آگے بڑھ کر سماجیات، نفسیات، معاشیات اور انسانی جغرافیہ کے تناظر میں دیکھنا ضروری ہے۔ معاشرے کو اس کے ممکنہ منفی ثقافتی نتائج (خاندانی بکھراؤ، عورتوں کا استحصال) کے خلاف موثر اقدامات کرنے چاہئیں، جبکہ اس کی بنیاد میں کارفرما سماجی مسائل (مہنگی شادیاں، دیر سے شادی) کو حل کرنے کی بھی اشد ضرورت ہے۔ اگر نکاح مسیار کسی معقول وجہ سے کی جائیں کو تو جواز کے دلائل کافی ہے۔ جس طرح فقہ اسلامی کا مشہور قاعدہ ہے کہ عدم حکم عدم علت کی وجہ سے ہے اور کبھی اثبات حکم اثبات علت کی وجہ سے ہوتا ہے۔

حوالہ جات

[1] ترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن ترمذی، دار احیاء التراث العربی بیروت، باب اعلان النکاح، ج4 ص398

[2] نفس المصدر السابق: ج3 ص201

[3] ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، دار الصادر بیروت، ، ج2، ص626

[4] زبیدی، محمد بن محمد، تاج العروس، دالھدایۃ، ج7، ص309

[5] ابن عثیمین، فتاویٰ ارکان اسلام، دار ابن جوزی، ج30، ص473

دار الافتاء المصریہ، فتوی نمبر ۳۹۸۳، تاریخ ۷/ ۱۲/ ۱۹۹۹[6]

[7] مسلم مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب نکاح المتعۃ وانہ ابیح ثم نسخ ثم ابیح ثم نسخ فاستقر تحریمہ، مکتبہ دار طوق النجاۃ ج ۲ ص ۱۰۲۴، حدیث نمبر 1406۔

[8] مسلم مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب نکاح المتعۃ و انہ ابیح ثم نسخ ثم ابیح ثم نسخ فاستقر تحریمہ، ج 2، ص 1023 حدیث نمبر 1404۔

[9] کاسانی، علاء الدین ابو بکر بن مسعود الکاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، کتاب النکاح، فصل فی الشروط فی النکاح دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ص329، ج2۔

10 ابن رشد، محمد بن احمد بن رشد الجد، المقدمات الممہدات لبیان ما اقتضتہ رسوم المدونۃ من الاحکام الشرعیات والتحصیلات المحکمات لامہات مسائلہا المشکلات، ناشر: دار الغرب الاسلامی، بیروت، ص77، ج2

11 ابن قدامہ، عبد اللہ بن احمد ابن قدامہ المقدسی، المغنی، دار عالم الکتب، ریاض، سعودی عرب، ج7، ص566-

12 حنبل، احمد بن حنبل، مسند احمد، شعیب الارنوط، ج41 ص184 حدیث نمبر 24640

13 غزالی، محمد بن محمد الغزالی، احیاء علوم الدین، دار المعرفۃ بیروت، ص24-45، ج2۔

14 ابن باز، عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز، مجموع فتاوی و مقالات متنوعۃ، رئاسۃ إدارۃ البحوث العلمیۃ والإفتاء، ریاض، ص 217-212، ج20۔

15 قرضاوی، یوسف القرضاوی، فقہ الاولویات، فصل: نکاح المسیار بین الجواز والمنع، مکتبہ وھبۃ، قاہرہ، صفحہ 155-168۔

16 ابن عثیمین، محمد بن صالح العثیمین، مجموع فتاوی ورسائل، ص30، ج34، ناشر: دار الثریا، ریاض۔